بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِیْشًا ؕ — الاعراف

[illegible]

لباسِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم ۔ اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی

۱۹

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶۔ ۵ ای، ناظم آباد، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان: ۱۴۲۰ھ / ۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ' و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لباس انسانی فطرت کا تقاضا ہے چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا جنتی لباس اُتر گیا تو آپ نے جنت کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپایا جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح سے ہے:

پھر شیطان نے ان کے جی میں خطرہ ڈالا کہ ان پر کھول دیں ان کی شرم کی چیزیں جو ان سے چھپی تھیں۔ (سورۂ اعراف:۲۰)

دوسری جگہ فرمایا:

ان کو بہکایا یہاں تک جنتی لباس اتر گیا، شرم کی چیزیں کھل گئیں اور اپنے بدن پر جنت کے پتے چھپانے لگے۔ (ایضاً:۲۰-۲۱)

ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوا اصل میں لباس پہننا جنتیوں کی سنت ہے۔ قرآن کریم میں جنت کے نفیس کپڑوں اور ریشمی پوشاک کا ذکر بھی موجود ہے۔ (سورۂ طٰہٰ:۱۲۱۔سورۂ دخان:۵۳۔سورۂ حج:۲۳۔سورۂ فاطر:۳۳)

حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اس عالم آب وگل میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے طفیل اپنے بندوں پر کرم فرمایا اور ان کیلئے لباس اتارا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد فرمایا:

اے آدم کی اولاد بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے
اور ایک وہ جو تمہاری آرائش ہو اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بھلا۔ (سورۂ اعراف:۲۶)

اس آیتِ کریمہ کا آخری جملہ **و لباس التقوی ذلك خیر** اپنے اندر ایک جہان معنی رکھتا ہے۔ لباس تقویٰ پر قوموں کی عظمت کا دارومدار ہے۔ یہی باطنی لباس قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے تمام بندوں کیلئے لباس اتارا ہے لیکن مجاہدین اسلام کیلئے بھی حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کا ایک خاص لباس بنانا سکھایا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

اور ہم نے اسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آگ سے بچائے۔ (سورۂ انبیا:۸۰)

حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی غزوات میں یہ لباس استعمال فرمایا اور تو اور دن کا لباس بنایا اور اس کو رات کی چادر اڑھائی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

اور رات کو پردہ پوش کیا۔ (سورۂ فرقان:۴۷)

دوسری جگہ فرمایا:

اور وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ کیا۔ (سورۂ نباء:۱۰)

المختصر لباس حضرت آدم علیہ السلام اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، جنتیوں کیلئے جنت میں لباس ہے اور دنیا والوں کیلئے دنیا میں لباس ہے۔

ہر چیز جسے پہنا جاتا ہے، لباس کے استعمال میں بنیادی بات یہ ہے کہ وہ حلال کی روزی سے بنایا گیا ہو، لباس کا انسانی سیرت سے قوی تعلق ہے، یہ انسانی سیرت پر اثر انداز ہوتا ہے، اگر پہننے والے کا کردار مضبوط ہو تو دوسری اقوام پر بھی اس کا اثر ہوتا ہے، لباس کے جہاں اور مقاصد ہیں وہاں یہ چار مقاصد بھی ہیں: (۱) جسمانی (۲) اخلاقی (۳) قومی اور مذہبی (٤) روحانی۔

جسمانی مقصد یہ ہے کہ جسم کو گرمی اور سردی کی تکلیف سے بچایا جائے۔ **اخلاقی** مقصد یہ ہے کہ انسان کے بدن کے جن حصوں پر دوسروں کی نظر نہیں پڑنی چاہئے وہ چھپے رہیں۔ **قومی اور مذہبی** مقصد یہ ہے کہ ملی تشخص باقی رہے اور مسلمان بحیثیت مسلمان معاشرہ میں جانا پہچانا جائے۔ **روحانی** مقصد یہ ہے کہ نظر ادھر ادھر بھٹکنے سے بچی رہے اور یکسوئی حاصل رہے جو کامیاب زندگی کیلئے بہت ضروری ہے۔ عربوں میں قریش کے علاوہ بعض قبائل برہنگی کو عیب نہیں سمجھتے تھے حتیٰ کہ ایام حج میں کپڑے اُتار کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ (سلیمان ندوی: سیرۃ النبی، ج ۶ ص ۸۴۴، اعظم گڑھ ۱۹۵۳ء) ہندوستان کے بعض غیر مسلم ہندو فرقہ تو شرم گاہوں تک کی عبادت کیا کرتے تھے۔ اسلام میں ستر پوشی کو تقدس ملا اور عورتوں مردوں دونوں کیلئے ستر پوشی کی حدود قائم کی گئیں جس کے معاشرہ پر حیرت انگیز اثرات مرتب ہوئے۔ ((الف) محسن فانی، دبستان مذاہب، بمبئی ۱۸۲۶ء (ب) ڈاکٹر تاراچند، تمدن ہند پر اسلامی اثرات (ترجمہ اُردو) لاہور ۱۹۶۴ء، ص ۱۵۱) اسلام میں تنہائی کے اندر بھی بے وجہ ستر کھولنا پسندیدہ نہیں۔ ایک صحابی کے استفسار پر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

خدا تو دیکھتا ہے اس سے سب سے زیادہ حیا کرنی چاہئے۔ (سنن ترمذی، ابواب الاستیذان رباب ماجاء فی حفظ العورۃ)

برہنگی کے متعلق حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کبھی برہنہ نہ ہو کہ تمہارے ساتھ فرشتے رہتے ہیں، وہ برہنگی کے وقت علیحدہ ہو جاتے ہیں، تم ان سے شرم کرو اور حیا رکھو۔ (سنن ترمذی، باب ماجاء فی الاستیذان)

اسلام میں مردوں کیلئے ناف سے گھٹنوں تک۔ آزاد عورتوں کیلئے پیشانی کے بال سے ٹخنوں تک۔ کنیزوں کیلئے پیٹ اور پیٹھ تک کا حصہ ستر قرار پایا، یعنی ان حصوں کو چھپانا شرعاً ضروری ہے۔ ایسا لباس جس سے یہ حدود پامال ہوتے ہوں مسلمان کی شان کے لائق نہیں۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو اسلامی غیرت کا نمونہ ہونا چاہئے۔ اقبال نے سچ کہا ہے ؎

غیرت ہے بڑی چیز جہان تگ و دو میں　　　پہناتی ہے درویش کو تاج سردارا

مکان، لباس اور غذا ہماری زندگی کے اہم مقاصد میں سے ہیں مگر یہ چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقاصد میں نہیں تھیں البتہ ضروریات میں سے تھیں۔ کچے پکے مکان، سیدھا سادہ لباس، ہلکی پھلکی غذا، اللہ اللہ باقی ہوس۔

حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ تصوُّر عطا فرمایا کہ زندگی کا اصل مقصد تو عبادت ہے، زندگی پیدا کرنے والے خالق نے یہی فرمایا اور حق فرمایا مگر عبادت کا لفظ آتے ہی ہمارے ذہنوں میں مسجد کا تصور گھوم جاتا ہے جس سے خاص طور پر نماز نہ پڑھنے والا گھبرا جاتا ہے اور بدکنے لگتا ہے، بے شک نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ فرض ہے مگر عبادت کا مفہوم تو بڑا وسیع اور ہمہ گیر ہے، زندگی کا ہر شعبہ اس میں شامل ہے۔ افسوس ہماری زندگی کے مقاصد میں عبادت کا تصور ہی نہیں، باقی سب کچھ ہے۔ عبادت یہ ہے کہ ہر جائز کام اپنے نفس کیلئے نہیں بلکہ اللہ کی رضا کیلئے کیا جائے، یہی اخلاق کی جان ہے، اسی سے نیتوں کی بہار ہے ہماری نیتیں ٹھیک نہیں اسی لئے ہر طرف نفسا نفسی ہے، عبات کا تصور مثالی معاشرہ کی تشکیل کرتا ہے، جہاں سب ایک دوسرے کی مدد کیلئے دوڑتے نظر آتے ہیں، کوئی کسی سے حسد نہیں کرتا، کوئی کسی کی ٹانگ نہیں کھینچتا، یہ انسانوں کا معاشرہ ہے، یہ حیوانوں اور درندوں کا معاشرہ نہیں۔

حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ظاہری لباس سے زیادہ باطنی لباس پر زور دیا۔ اب تو ظاہری لباس رہ گیا، سارا زور اسی پر ہے اور باطنی لباس تو عام طور پر کوئی جانتا بھی نہیں، اگر ظاہر پرستوں کو بتائیں بھی تو وہ منہ تکتے رہ جائیں۔

ہماری نظر ہر شئے کے ظاہر پر رہتی ہے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نظریں اشیاء کے باطن پر رہتی تھیں، (غلام رسول سعیدی، شرح مسلم شریف، ج ۳ ص ۹۸) ان کے غلاموں کی نظریں بھی باطن پر رہتی تھیں، دورِ جدید کے بعض انسانوں میں کچھ نہ رہا، سب کچھ کپڑوں میں آگیا، آج محض کپڑوں سے انسان کو وقار مل رہا ہے، کل کپڑوں کو انسان سے وقار ملتا تھا۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیوند لگے کپڑے پہنے جا رہے ہیں، لنکا سے مدینہ منورہ آنے والے ہندوؤں نے یہ جب یہ حیرت ناک منظر دیکھا اور واپسی پر آنکھوں دیکھا حال لنکا جا کر سنایا تو سب لوگ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں پیوند لگے کپڑے پہننے لگے۔ اللہ اکبر (بزرگ بن شہریار، عجائب الہند (بحوالہ ہندوستان عربوں کی نظر میں مولفہ مسعود عالم ندوی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۲۰ء ص ۲۰۵)

فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود سے پیوند لگے کپڑوں کو یہ وقار ملا کہ سمندر پار ہندو بھی ان کے گرویدہ ہو گئے۔ آج ہم کہاں سے کہاں پہنچ گئے، کپڑے پھٹ گئے تو سیرت تار تار ہو گئی۔ یہ سیرت بھی کوئی سیرت ہے جو گردشِ لیل و نہار کے نذر ہو گئی، سیرت تو وہ ہے جو زمانہ پر اپنا نقش ثبت کردے۔

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما!

ہم نے ضرورتوں کو مقاصد بنالیا ہے، یہی سب سے بڑی خرابی ہے، مکانوں کی ٹپ ٹاپ، کپڑوں کی سج دھج اور مرغن غذاؤں کی تیاریوں میں لگے رہتے ہیں، اپنے جان سے غافل، انجام سے بے خبر صبح شام مصروف ہیں، سوتے جاگتے اسی فکر میں غلطاں و پیچاں ہیں، سکون ملے تو کیسے ملے؟ دیوانگی سی دیوانگی ہے! اسی دیوانگی کی طرف قرآن حکیم نے اس طرح اشارہ فرمایا:

الهکم التکاثر حتی زرتم المقابر (سورۂ تکاثر: ۱-۲)

تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آنکھیں بند کر کے زندگی گزارنے والوں کو آنکھیں کھول کر زندگی گزارنے کا سلیقہ بتایا، کپڑے پہننے کی تحریک ہی نہیں فرمائی سلیقہ بھی بتایا۔ انسانوں کو جانوروں سے ممتاز فرمایا، مگر کچھ انسان جانور بننا پسند کرتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باطن کی تعمیر و تزئین پر زور دیا، آپ نے ناپائیدار زندگی کو پائیدار بنایا، ایسے پختہ انسان بنائے جیسے مضبوط قلعہ، ایسے کمزور انسان نہیں جیسے ریت کے گھروندے اور مٹی کے ڈھیر۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی باتیں، پیاری پیاری باتیں، میٹھی میٹھی باتیں، ان باتوں کی مٹھاس کا عالم عاشقوں کے دل سے پوچھئے، عقل والے اس مٹھاس سے نا آشنا ہیں، یہی باتیں سرمایۂ آخرت ہیں، یہی باتیں ذخیرۂ محبت ہیں، آیئے یہی باتیں کریں اور جانِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری اداؤں کا نظارہ کریں۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنا قومی لباس زیب تن فرماتے۔ (ابی عیسیٰ بن سورۃ الترمذی، شمائل ترمذی، ترجمہ محمد امیر شاہ گیلانی مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۸۷، الاتحاف الربانیہ شرح شمائل محمدیہ، ص ۹۳)

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: من تشبه بقوم فهو منهم (ابوداؤد شریف، ج ۲ ص ۲۰۳۔ مرقات، ج ۸ ص ۲۵۵)

اس حدیثِ پاک سے قومی لباس اور قومی عادات و اطوار کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، یہ لباس ایسا ہونا چاہئے جس کو امیر و غریب سب یکساں طور پر پہن سکیں، اُمتِ مسلمہ میں قومی لباس کی اہمیت کا احساس نہیں رہا، اس کا قومی تشخص مجروح ہو چکا ہے، ہمیں دل و جان سے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنا چاہئے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمامہ استعمال فرمایا بالوص عیدین میں سیاہ عمامہ، مگر بقول شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر سفید استعمال فرماتے، آپ کا ایک عمامہ شریف تھا جس کا نام سحاب تھا۔ (عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۱۰۴۸، ترجمہ اردو، کراچی)

عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب میں عمامے عنقا ہوگئے ہیں، اس کی جگہ عقال نے لے لی اور عمامہ کی جگہ عقال قومی شعار قرار پایا (یعنی رسی اور رومال) اس کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں مگر اس طرف کوئی توجہ نہیں کرتا کیونکہ اصل بدعت وہ ہے جس سے سنت مٹ جائے، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل عرب کیلئے جو پیش گوئی فرمائی تھی ہم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور کانوں سے سن رہے ہیں، کھوئی ہوئی عزت کو ہم اتباع سنت ہی سے پاسکتے ہیں۔ الحمدللہ عمامے برصغیر میں موجود ہے مگر اب رفتہ رفتہ کم ہورہے ہیں علماء ومشائخ میں رومال اور ٹوپی کا رواج عام ہوگیا ہے، ٹوپی تو سنت ہے البتہ عمامہ کی جگہ رومال بدعت معلوم ہوتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سفید ٹوپی، یمن کی ٹوپیاں، شامی ٹوپی، مصری ٹوپی، کانوں والی ٹوپی، سرمبارک سے چمٹنے والی ٹوپی اور باڑ والی ٹوپی استعمال فرمائی۔ (شعب الایمان، ج ۵، ص ۱۷۵۔ فیض القدیر شرح جامع الصغیر، ج ۵ ص ۲۴۶) لوہے کا خود بھی استعمال فرمایا۔ (قاضی عبدالسلام لباس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۴۸ (غیر مطبوعہ))

اُمّ المومنین حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

کپڑوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قمیص پسند تھا۔ (شمائل ترمذی شریف، ص ۸۳)

(یعنی جیب والا کرتا جو عبا کے نیچے پہنا جاتا ہے۔)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گریبان کبھی شانوں پر ہوتا، کبھی بند ہوتا، کبھی کھلا ہوتا۔ آپ نے صوف و اون کا لباس اور سخت کپڑے کا لباس بھی زیب تن فرمایا۔ (شمائل ترمذی شریف، ص ۹۰)

حضرت اسامہ بن زید کی روایت کے مطابق علالت کے دَوران آپ نے یمنی چادر میں نماز پڑھائی، جمعہ وعیدین میں یمنی چادر استعمال فرماتے پھر لپیٹ کر رکھ دیتے۔ (المسند، ج ۶ ص ۹۶ ۷۔ بخاری شریف، ج ۲ ص ۸۷)

آپ نے گہرے سرخ رنگ کی دھاری دار چادر اور جوڑا بھی استعمال فرمایا جس کو حلہ حمرا کہا جاتا تھا یا جبرا (دو منقش یمنی چادریں) کہا جاتا تھا۔ (سیرۃ الحلبیہ، ج ۳ ص ۴۵۱) یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھیں۔ (شمائل ترمذی شریف، ص ۹۷-۹۸، ملا علی قاری، جمع الوسائل، ج ۱ ص ۱۱۵) سندھ (پاکستان) میں ان چادروں کو اجرک کہا جاتا ہے اس میں گہرے سرخ رنگ اور سیاہ چھپائی والی دو چادریں جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ زمانہ قدیم سے یہ چادریں سندھ سے یمن برآمد کی جاتی تھیں، بعض محققین کا خیال ہے کہ اسی اجرک کو بردیمانی کہتے ہیں۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو سبز چادریں بھی استعمال فرمائیں، وفود کی آمد کے موقع پر سبز رنگ کی یہ چادریں اور تہبند استعمال فرماتے تھے، جو ایک عرصہ خلفاء کے پاس محفوظ رہیں، جب یہ چادریں بوسیدہ ہوگئیں تو چاروں طرف کپڑے کی گوٹ لگالی گئی۔ (الوفاء، ص ۲۷ سبل الہدی والرشاد، ج ۷ ص ۳۱۲)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہلکے رنگ کی دو زعفرانی چادریں بھی استعمال فرمائیں۔ (شمائل ترمذی شریف، ص ۹۹-۱۰۰)

نوٹ...... ۱۹۹۴ء میں حجاز کے مشہور عالم اور شیخ وقت شیخ محمد علوی مالکی دامت برکاتہم العالیہ نے مدینہ منورہ میں اس فقیر کو ازراہ شفقت وکرم سبز چادر عطا فرمائی اور اپنے دست مبارک سے پہنائی جس کو خرقہ لباس کہا جاتا ہے اور جو موصوف کے خاندان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کے مطابق حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو سیاہ چادریں بھی استعمال فرمائیں۔ (شمائل ترمذی شریف، ص۱۰۳) آپ نے طیلسان (سبز، سفید، سیاہ چادریں) طویل و عریض چادریں، مثلث و مربع بڑا رومال بھی استعمال فرمایا۔ بحرانی موٹے حاشیہ والی چادر، سیاہ رنگ کی صوف کی چادر بھی استعمال فرمائی۔ ایک مرتبہ پھولدار چادر بھی استعمال فرمائی مگر ناپسند فرماتے ہوئے جلد ہی اُتار دی۔ (ابن ماجہ، ص۲۶۲)

بردِ صحاری بھی استعمال فرمائی، خمیصہ (چوکور سیاہ کمبل) قطیفہ (سفید چادر)، سحولی (سفید کپڑے) بھی استعمال فرمائے۔ قطیفہ میں سر مبارک کی طرف طروات کا نشان تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا دھوون ایک لاعلاج مریض کے ناک میں ٹپکایا تو وہ مریض تندرست ہوگیا۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ج۲ ص۱۰۴۹، کراچی) اس تاریخی واقعہ میں ان حضرات کیلئے عبرت و نصیحت ہے جو تبرکات پر یقین نہیں رکھتے۔ تبرکات کا ذکر تو قرآن مجید میں بھی ہے۔ (سورۂ بقرہ: ۲۴۸)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سبز لباس پسند تھا مگر سفید لباس سب سے زیادہ پسند تھا۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

چاہئے کہ تم سفید لباس پہنو، تمہارے زندہ لوگ سفید کپڑے پہنیں اور اپنے مردوں کو بھی سفید کفن دو کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہتر ہے۔ (شمائل ترمذی شریف، ص۱۰۱)

پاجامہ اور شلوار اگرچہ آپ نے استعمال نہیں فرمائے مگر ان کو پسند فرمایا اور خریدا بھی ہے۔ (ابن ماجہ، ص۲۶۴)

کرتا اور شلوار ہمارا قومی لباس ہونا چاہئے اور بحمد اللہ ہمارا قومی لباس ہے بھی مگر بعض مخصوص طبقے کے لوگوں کو تقاریب میں یہ لباس پہننا اچھا نہیں لگتا اور وہ اغیار کے لباس میں ملبوس نظر آتے ہیں۔ اپنی چیزوں کو حقیر سمجھنا اور دوسرے لوگوں کی نامعقول چیزوں کو وقعت دینا زندہ قوموں کی نشانی نہیں، بیمار قوموں کی نشانی ہے، ہم نے اپنے طور طریقے چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اپنا لیے ہیں لیکن اس عظیم قربانی کے باوجود کسی کے دل میں ہماری عزت نہیں۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سادہ اور ستھرا لباس پسند فرمایا، نہایت ہی نفیس لباس بھی پہنا۔ (طبقات ابن سعد، ج۱ ص۴۶۱) پیوند لگے کپڑے بھی استعمال فرمائے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص۳۷۳۔ شرح مسلم، ج۶ ص۳۸۴۔ ابوداؤد شریف، ج۲ ص۲۰۳) مگر لباس شہرت کو پسند نہیں فرمایا (یعنی ایسا غیر مسنون لباس جس سے کوئی مخصوص فرد یا جماعت دوسروں سے ممتاز نظر آئے اور جانی پہچانی جائے)۔

(مجمع الزوائد، ج۵ ص۲۲۸۔ ابن قیم، زاد المعاد (خلاصہ اردو) ۱۹۲۴ء)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مختلف قسم کے جبے بھی استعمال فرمائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق آپ نے رومی جبہ زیب تن فرمایا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔ (شمائل ترمذی شریف، ص۱۰۴)

آپ کا ایک جبہ سبز سندس کا تھا، دوسرا جبہ اطلس کا تھا یہ تینوں جبے غزوات میں استعمال فرماتے تھے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۱۰۴۷)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا جو ان کی بہن اسماء بنت ابی بکر نے لے لیا تھا، وہ فرماتی ہیں، میں اسے دھو کر اس کا دھون شفایابی کیلئے بیماروں کو دیتی ہوں۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۱۰۴۸)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعض تبرکات حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی تھے جو آپ نے ایک مخصوص مکان میں محفوظ کر کے رکھے ہوئے تھے اور معززین کو زیارت کرواتے تھے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲ ص ۱۰۴۹) دشمنانِ اسلام کی سازش یہ ہے کہ ہم کو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے جدا کر دیا جائے تا کہ لنگر ٹوٹ جائیں اور جہاز ڈوب جائے (معاذ اللہ) **اللہ تعالیٰ** ہم کو دشمنانِ اسلام کی سازشوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین) تا کہ ہم صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبرکات کی قدر و منزلت کا احساس پیدا کریں۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طبعاً سادگی پسند تھے اور بالعموم سادہ لباس استعمال فرماتے تھے۔ اگر چہ آپ شہر میں رہے مگر آپ نے دیہی معاشرت اور معیشت کو پسند فرمایا تا کہ دیہات سے آنے والے غرباء و مساکین ملنے اور بات کرنے میں کوئی حجاب محسوس نہ کر سکیں اور معیشت بھی مستحکم رہے کیونکہ خرچ میں افراط و تفریط معیشت کو کھوکھلا کر دیتی ہے ہم پردے پر پردے ڈالے جا رہے ہیں، طفلانہ پروٹوکول ایجاد کر کے غریب و امیر اور افسر و ماتحت کے درمیان دیواریں حائل کر رہے ہیں، پروٹوکول نہ ہو تو بڑی سے بڑی شخصیت کا آن کی آن میں بھرم کھل جائے، سارا تماشا ہتو بچو کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سادگی اپنانے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فقیرانہ زندگی بسر فرمائی، کسی چیز کے جوڑے دو نہیں ہوتے تھے، نہ دو کرتے، نہ دو تہبند، نہ دو چادریں، نہ نعلین شریف کی دو جوڑیاں۔ (شمائل ترمذی شریف، ص ۸۸-۸۹۔ مواہب اللدنیہ، ص ۵) **وصال مبارک** کے وقت جسم شریف پر ایک پیوند لگی چادر اور ایک تہبند تھا۔ (مشکوۃ شریف، ص ۳۷۳۔ شرح مسلم، ج ۲ ص ۳۸۴) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قسم کھا کر فرمایا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر ان دو کپڑوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ (شرح مسلم شریف، ج ۲ ص ۳۸۴۔ ابوداؤد شریف، ج ۲ ص ۲۰۳)

ظاہر میں غریب الغرباء پھر بھی یہ عالم
شاہوں سے سوا سطوت سلطانِ مدینہ ﷺ

اگر ہم اپنی حالت کا جائزہ لیں تو بعض حضرات کے اتنے جوڑے ہوں گے کہ گنتے گنتے تھک جائیں۔ ذرا غور فرمائیں! حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک جوڑا وہ بھی اتنا سادہ! یہی حال ازواجِ مطہرات کا تھا۔ فقیر کے خیال میں آپ کی اور اہل خانہ کی یہ اختیاری مسکینی آپ کے معجزات میں ایک عظیم معجزہ ہے جس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ دنیا میں رہ کر قدرت رکھتے ہوئے دنیا سے اتنا بے تعلق ہو جانا نہایت ہی حیرت ناک ہے۔ تاریخ میں کوئی ایسی مثال نہیں نظر آتی۔ ہم خارق عادات باتوں کو تلاش کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سادگی خارق عادت نہیں؟ ہماری فضول خرچیوں کا عالم یہ ہے کہ بقول ایک صحافی (مدیر ساحل مئی ۱۹۹۸ء) صرف ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم کا یومیہ خرچ ایک کروڑ روپیہ ہے۔ اسی پر ماتحت افسروں کی فضول خرچیوں کو قیاس کرلیں، جب تک یہ مرض نہیں جاتا بیمار صحت یاب نہیں ہوتا۔ جب تک اوپر سے حالات نہیں بدلتے، نیچے سے حالات نہیں بدل سکتے، زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں بنتا عمل سے انقلاب آتا ہے۔

نوٹ...... شکر ہے یکم صفر المظفر ۱۴۱۹ھ / ۲۸ مئی ۱۹۹۸ء کو ایٹمی دھماکہ کے بعد وزیر اعظم پاکستان نے اپنی نشری تقریر میں یہ اعلان فرمایا کہ وہ سادگی اختیار کریں گے اور ایوان وزیر اعظم کو عوام کیلئے وقف کردیں گے اور صدر پاکستان بھی ایسا ہی کریں گے۔ خدا کرے ایسا ہی کریں!

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا کرتا، عمامہ یا چادر استعمال فرماتے تو اس کا نام تجویز فرماتے اور نام ہی لے کر اس کو پکارتے، آپ کے دولت کدے کی ہر چیز کا نام تجویز فرمایا، آپ نے ہر وجود کی تکریم سکھائی، اپنے غلاموں کو کیسا ادب سکھایا کہ کسی نے نہ سکھایا ہوگا، ایسا ادب تو اس دور میں بھی نظر نہیں آتا جس کو ترقی و تہذیب کا دور کہا جاتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو دعا پڑھتے، یہ دعائیں احادیث شریفہ میں ملتی ہیں۔ مثلاً:۔

الحمد لله الذی کسانی هذا ورزقنیه من غیر حول منی و قوة

شکر ہے اللہ جل شانہٗ کا جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری طاقت وقوت کے یہ مجھ کو عطا فرمایا۔

اللهم لك الحمد انت کسوتنیه اسئلك خیره وخیر ما صنع له

و اعوذبك من شره و شر ما ما صنع له

اے اللہ شکر ہے تو نے ہی یہ مجھے پہنایا۔ میں تجھی سے اس کی بھلائی کا اور جس غرض کیلئے یہ بنایا گیا ہے

اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے اور جس غرض کیلئے یہ بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

الحمد لله الذی کسانی ما اواری به عورتی و اتجمل به فی حیاتی

شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے وہ کپڑے پہنائے جن سے میں اپنا ستر ڈھانکتا ہوں اور اپنی زندگی میں ان سے زینت حاصل کرتا ہوں۔

(سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ج ۶ ص ۸۴۹۔ حصن حصین، کراچی، ص ۱۵۷)

لباس چونکہ جسم و روح دونوں پر اثر انداز ہوتا ہے اسلئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے شر سے پناہ مانگ کر ایک عظیم نفسیانی اور اخلاقی راز کی طرف اشارہ فرمایا۔ آپ خالق کائنات کے محرم راز تھے، ہم گناہ گاروں پر کس قدر احسان فرمایا۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نعلین شریف استعمال فرمائی۔ (مسلم شریف، ج۲ص ۱۹۸)

آپ نے جوتی پہننے والے کو سوار اور جوتی پہننے والی کو سواری قرار دیا۔ آپ نے زرد رنگ کی نعلین استعمال فرمائیں، سیاہ رنگ منع فرمایا۔ (قاضی محمد عبدالسلام، لباس حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص ۹-۱۰) البتہ سیاہ موزے استعمال فرمائے یہ سنت ہیں۔

کبھی کبھی عاجزی اور انکساری کی وجہ سے برہنہ پا بھی چلے۔ یہ بھی سنت ہے۔ (مناوی شرح شمائل ترمذی، ص ۱۵۸)

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تہبند باندھنے اور شلوار پہننے کا یہ ادب سکھایا کہ وہ ٹخنوں سے اونچے رہیں۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں، حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری یا اپنی پنڈلی کا حصہ پکڑ کر فرمایا، یہ تہبند کی جگہ ہے (یعنی یہ تہبند کی حد ہے) اگر تجھے اس پر صبر نہیں تو اس سے نیچے کرلے، اگر اس پر بھی صبر نہیں تو تہبند کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔ (ابن ماجہ، ص ۲۶۴)

حدیثِ پاک کا آخری جملہ بڑا معنی خیز ہے اور سبق آموز ہے۔ **’تہبند کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں‘**

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ صرف انسانوں بلکہ اعضاء کے حقوق کی بھی نشاندہی فرمائی اور دوسری طرف ملتِ اسلامیہ کو عمل تبذیر (بے جا فضول خرچی) سے بچایا جس کے کرنے والوں کو قرآن کریم نے **شیطان کا بھائی** کہا ہے۔

ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین (سورۂ اسراء: ۲۷)

بے شک اُڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں (یعنی بلا ضرورت خرچ کرنے والے)۔

اسی لئے بقول شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہائے کرام کے نزدیک ازار کا ٹخنوں کے نیچے تک لٹکانا حرام اور خالص بدعت ہے ہمارے شہری معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کثرت ہے اس میں شک نہیں کہ مستحکم معیشت کا دارومدار کفایت پر ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک طرف فضول خرچی سے بچایا اور دوسری طرف ایک نفسیاتی روگ کا علاج فرمایا کیونکہ بالعموم وہی لوگ تہبند یا شلوار ٹخنوں سے نیچے رکھتے ہیں جن کو اپنی شان دکھاتی ہوتی ہے یا اپنی خلاف سنت عادت کی اصلاح نہیں کرنا چاہتے اگر ایسا نہ ہو تو اونچا کرنے میں کیا قباحت ہے؟ اور ٹخنوں سے نیچا رکھنے پر کیوں اِصرار ہے؟ عربوں میں یہ رواج تھا کہ لباس کا دامن لمبا رکھتے اور تہبند اتنا نیچا رکھتے کہ وہ زمین پر گھسٹتا ہوا چلتا، یہ بڑائی کی نشانی سمجھا جاتا، عربوں کے روسا اور امیر ایسا ہی کیا کرتے تھے، ہمارے یہاں بھی ہوا کرتا ہے، ایسے لوگوں کیلئے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو کوئی اپنا ازار (تہبند یا شلوار) فخر وغرور کیلئے گھسیٹ کر چلے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر نہیں اُٹھائے گا (یعنی اگر کوئی بغیر کسی عذر کے ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہے گا)۔ (سلیمان ندوی، سیرۃ النبی، ج۶ ص ۸۷۴)

حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تہبند پنڈلی تک ہوتا تھا اور فرمایا کہ میرے آقا و مولیٰ کا تہبند بھی اسی طرح ہوتا تھا۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی تو غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے بحث کی کوئی گنجائش نہیں رہی، تہبند اور شلوار زیادہ سے زیادہ اسی حد تک رکھنا چاہئے جسکی آپ نے اجازت فرمائی، آخری حد ٹخنہ ہی ہے۔ جہاں تک ٹخنوں سے اوپر اڑسنے کا تعلق ہے تو اس میں کراہت اسی وقت ہے جب اڑسنے سے شلوار یا تہبند بدہیئت ہوجائے اور انسان غیر مہذب معلوم ہونے لگے، کراہت کی اصل وجہ لباس کا حسن وزیبائی سے محروم ہونا ہے۔ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا لباس پسند نہیں فرمایا جس کی طرف نظریں اُٹھنے لگیں اور خواتین کیلئے ایسا کپڑا پسند نہیں فرمایا جس سے اندر کا بدن ظاہر ہو۔ (طبقات ابن سعد، ج ۸ ص ۵۰۔ احمد بن حنبل شیبانی، المسند، ج ۶ ص ۲۹۶)

آپ نے شوخ رنگ بھی پسند نہیں فرمایا۔ یہ بھی پسند نہیں فرمایا کہ عورتیں مردوں کا لباس پہنیں اور مرد عورتوں کا لباس پہنیں۔ ایسے مردوں اور عورتوں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری شریف، ج ۲ ص ۸۷۴۔ ترمذی شریف، ص ۳۹۶۔ ابوداؤد شریف، ص ۱۱۴) آجکل لباس کے معاملہ میں مسلمان مرد وعورت باغی معلوم ہوتے ہیں۔ مرد گھٹنوں سے اوپر نیکر پہننے لگے ہیں پتلونیں تو عام ہیں، یہ بھی بے حیائی کے قریب ہیں جس مقصد کیلئے کپڑا پہنا جاتا ہے وہ مقصد یہ نہیں کہ جسم کو غلاف مہیا کیا جائے بلکہ اصل مقصد جسم کو چھپانا ہے، سب سے تکلیف دہ بات یہ ہے کہ پتلون پہننے والے کے سر پر ٹوپی اور چہرے پر داڑھی نہ ہو تو وہ مسلمان معلوم ہی نہیں ہوتا جب تک یہ نہ بتایا جائے کہ یہ مسلمان ہے، وہ مسلمان ہی کیا جو تعارف کا محتاج ہو۔ خواتین بھی بغاوت پر آمادہ ہیں، کاش ان تک کوئی شفقت و محبت کے ساتھ قرآن کی اور اسلام کی باتیں پہنچائے، خواتین میں دین کی بڑی محبت اور تڑپ ہے، کوئی بتائے تو سہی۔ ہمیں مسنون لباس اور طریقوں کو اپنے گھروں، سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر عام کرنا چاہئے۔ ہماری مقروض معیشت کیلئے سادگی بہت اہم ہے اور یہ جب ہی ممکن ہے جب ہم نفس کی پرستش چھوڑ کر اللہ کی عبادت کریں۔ کاش ہمارے دلوں میں صداقت وسچائی گھر کر جائے اور دورنگی ختم ہوجائے، ہم تن کے ساتھ ساتھ من کو بھی سنوارنے لگیں تاکہ زندگی کا صحیح لطف آجائے۔ (آمین)

یک رنگی و آزادی اے ہمت مردانہ!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

۲/۱۷۔سی

پی۔ای۔سی۔ایچ سوسائٹی۔کراچی

(۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء)

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ — ان سا نہیں انساں، وہ انسان ہیں یہ

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ